ہدایت کا نور کسی پر کیوں چمکتا ہے اور کسی پر کیوں نہیں

قرآنِ کریم ہمیں جو لطیف ترین حقیقتیں سکھاتا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہدایت نہ تو اتفاقیہ طور پر دی جاتی ہے اور نہ ہی یہ کسی سے ناانصافی کے ساتھ چھینی جاتی ہے۔ اللہ کی ہدایت ایک اخلاقی قانون کے تابع ہے: جو لوگ اس کی قدر کرتے ہیں انہیں اس میں سے مزید حصہ ملتا ہے، اور جو اسے نظر انداز کرتے ہیں وہ بتدریج اس سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔

یہی اصول واضح کرتا ہے کہ کیوں ایسا ہوتا ہے کہ دو لوگ ایک ہی آیت سنتے ہیں، ایک ہی کتاب پڑھتے ہیں یا ایک ہی مجلس میں بیٹھتے ہیں—مگر ایک وہاں سے متاثر ہو کر اٹھتا ہے، جبکہ دوسرا بالکل بے اثر رہتا ہے۔ فرق پیغام میں نہیں، بلکہ اسے قبول کرنے کے لیے دل کی آمادگی میں ہوتا ہے۔

ہدایت اللہ کا عطیہ ہے، انسانی اختیار میں نہیں

قرآنِ کریم واضح طور پر فرماتا ہے: "[اے پیغمبر! ان کے کفر پر غمگین نہ ہوں]۔ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت پانے کے مستحق ہیں۔" (القصص 28:56)۔یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو بھی یہ بتایا گیا کہ ہدایت انسانی اختیار سے باہر کی چیز ہے۔ اساتذہ، والدین یا علماء حق کو پیش تو کر سکتے ہیں، لیکن اسے اپنانے کے لیے دل کو کھولنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہدایت کا فیصلہ کسی قاعدے کے بغیر ہوتا ہے۔ قرآن اس اخلاقی قانون کی بھی وضاحت کرتا ہے جس کے تحت اللہ فیصلہ فرماتا ہے: جو لوگ خلوصِ دل سے حق کی تلاش کرتے ہیں، اللہ انہیں مزید ہدایت دیتا ہے، جبکہ جو لوگ دنیاوی فائدے کے لیے حق کو نظر انداز کرتے ہیں یا اسے مسخ کرتے ہیں، انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

استحقاق کا قانون

ہدایت، مال و دولت یا حسن و جمال کے برعکس، محض ایک آزمائش نہیں ہے۔یہ ہمیشہ سچائی کی قدر کرنے کے صلے میں عطا کی جاتی ہے۔

- جب کوئی شخص عاجزی کے ساتھ سنتا ہے اور جسے وہ درست سمجھتا ہے اسے قبول کر لیتا ہے، تو اللہ اس کی سمجھ کو مزید جلا بخشتا ہے۔
- جب وہ اپنے ضمیر کو دباتا ہے، جھوٹ بولتا ہے یا حق میں ردوبدل کرتا ہے، تو اس کا دل آہستہ آہستہ روشنی کو پہچاننے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن دلوں پر "مہر" لگ جانے یا "پردے" پڑ جانے کا ذکر کرتا ہے۔ یہ کوئی فوری سزا نہیں ہوتی، بلکہ بار بار حق سے روگردانی کرنے کا بتدریج نتیجہ ہوتا ہے۔

روزمرہ کی مثالیں

اس بات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے عام حالات پر غور کریں:

- **سنہری اصول:** وحی کے بغیر بھی ہم جانتے ہیں کہ دوسروں کو دھوکہ دینا غلط ہے۔ جب کوئی شخص اپنے ضمیر کی اس اندرونی آواز کو سنتا ہے، تو وہ سچائی کو سمجھنے کے لیے مزید تیار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ذاتی مفاد کے لیے اسے نظر انداز کر دے، تو اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔
- **نماز کی عادت:** ایک شخص بغیر کسی توجہ کے، محض ایک رسم کے طور پر نماز پڑھتا ہے۔ دوسرا شخص اللہ سے تعلق کی سچی تڑپ کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ دوسرا شخص ہدایت میں بڑھتا چلا جاتا ہے، جبکہ پہلا شخص وہیں کا وہیں رہ سکتا ہے—حالانکہ دونوں نے بظاہر ایک ہی عمل "انجام" دیا تھا۔
- **سچ کا متلاشی:** وہ شخص جو خلوصِ نیت سے سوالات کرتا ہے—یہاں تک کہ شکوک و شبہات کا اظہار بھی کرتا ہے—وہ دیکھ سکتا ہے کہ اللہ اس کے لیے غیر متوقع دروازے کھول دیتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو سنے بغیر مذاق اڑاتا ہے یا مسترد کر دیتا ہے، وہ اپنے راستے خود بند کر لیتا ہے۔

صرف "مسلمان گھرانے میں پیدا ہونا" کافی کیوں نہیں

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مذہبی خاندان میں پرورش پانا ہی ہدایت کی ضمانت ہے۔ تاہم، قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اسلام یا کسی بھی عقیدے میں پیدا ہونا انعام نہیں بلکہ ایک امتحان ہے۔ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ کیا ہم اس سچائی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں جو ہمیں دی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ اسلام سے باہر کوئی شخص جو اپنے ضمیر کے ساتھ مخلص ہو، وہ اس مسلمان کے مقابلے میں ہدایت کے زیادہ قریب ہو جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی جھوٹ بولتا اور دھوکہ دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہدایت جائیداد کی طرح وراثت میں نہیں ملتی، بلکہ اسے اپنے موجودہ علم کی قدر کر کے حاصل کرنا پڑتا ہے۔

حق کے متلاشیوں کے لیے عملی نکات

- **چھوٹی سچائیوں کی قدر کریں:** جب ضمیر سرگوشی کرے—خواہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہی کیوں نہ ہو—تو اسے لبیک کہیں۔ وہ جواب مزید روشنی کو دعوت دیتا ہے۔

- **تکبر سے بچیں:** یہ سوچنا کہ "میں پہلے ہی بہت جانتا ہوں" ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ متکبر لوگوں کے لیے ہدایت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

- **شکوک و شبہات کا دانشمندانہ حل:** سچے سوالات فہم و ادراک کو بہتر بنا سکتے ہیں، لیکن تمسخر یا تحقیر آمیز شک ، سمجھ کو برباد کر دیتا ہے۔"

- **ہر روز ہدایت کی دعا کریں:** سورہ فاتحہ ہمیں "ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے" کہنے کی یاد دہانی کراتی ہے—کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر واضح سچائی بھی نظروں سے اوجھل رہ سکتی ہے۔

خلاصہ کلام

ہدایت کو بارش کی طرح تصور کریں۔ یہ ہر جگہ برستی ہے، لیکن زمین لہلہائے گی یا اس میں دراڑیں پڑیں گی، اس کا انحصار مٹی کی کیفیت پر ہے۔ ایک نرم اور زرخیز زمین پانی کو جذب کر کے نشوونما پاتی ہے، جبکہ سخت زمین اسے اپنے اوپر سے گزار دیتی ہے اور بے اثر رہتی ہے۔

انسانی دل بھی اسی طرح ہے۔ ہدایت کی فراوانی ہے؛ اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس کی اتنی قدر کرتے ہیں کہ وہ ہم پر واقعی اثر انداز ہو سکے؟ ہدایت اللہ کا تحفہ ہے، لیکن یہ ایک قانون کے تحت کام کرتی ہے۔ جو آپ جانتے ہیں اس کی قدر کریں، تو مزید روشنی آپ کے دل میں داخل ہوگی۔ جو آپ جانتے ہیں اسے نظر انداز کر دیں، تو موجودہ روشنی بھی اندھیرے میں بدل سکتی ہے۔